واقفینِ نَو بچوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے بچوں نے سوالات کئے۔

❁......ایک نوجوان واقفِ نَو نے سوال کیا کہ ایک احمدی وقفِ نو بچہ جماعت کا کس طرح مفید وجود بن سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: وقفِ نَو کا مطلب ہے کہ تمہارے والدین نے تمہاری پیدائش سے پہلے تمہیں وقف کیا تھا۔ جب تم پیدا ہوئے تو اس سے پہلے ہی تمہاری والدہ نے یہ دعا کی تھی کہ جو بھی پیدا ہونے والا ہے اس کو میں دین کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہوں۔ دین کی خدمت کس طرح ہوسکتی ہے؟ دین کی خدمت تب ہی ہوتی ہے جب دین جانتے ہو۔ اور دین کیا ہے؟ ہم کون ہیں؟ مسلمان ہیں؟ ایک مسلمان کے لئے دین کی گائیڈ لائین کہاں سے ملتی ہے؟ قرآن مجید سے ملتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وقفِ نَو کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ ایک خدا ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے اور جس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ میری عبادت کرو۔ تو ایک نوجوان وقفِ نَو بچے کو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نمازیں پڑھو۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ پھر اس کے بعد نمازیں ہیں۔ نمازوں کا حق ادا کرو۔ پھر اگر نفل پڑھ سکو تو زائد عبادتیں بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ سے مانگو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی محبت بھی عطا کرے اور اس کے حکموں پر چلنے کی توفیق بھی دے۔ اللہ کے حکموں پر چلنا کیا ہے؟ قرآن کریم ہمارے لئے رہنما ہے۔ اور اس میں بہت سارے حکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ تمہیں ایک ایسی زندگی بسر کرنی چاہئے کہ تمہیں لوگوں کی خدمت کرنی چاہئے۔ جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔ انصاف پر قائم رہنا چاہئے۔ اور انصاف ایسا کہ پھر اگر تمہیں گواہی دینی پڑے تو کوئی پرواہ نہیں کرنی۔ اگر تمہیں کہا جائے کہ تمہارے بھائی یا کوئی اور قریبی کے خلاف شکایت ہے کہ اس نے فلاں غلط کام کیا تھا تو تم بھی وہاں موجود تھے تو بتاؤ کہ کیا واقعی کیا تھا۔ تم اس سے ڈر کر یا اس لئے کہ وہ میرا رشتہ دار ہے یہ کہہ دو کہ مجھے نہیں پتہ، تو یہ غلط ہے۔ اگر تم اس کی بات کو خود پھیلاؤ تو یہ صحیح نہیں۔ لیکن اگر تمہیں گواہی کے لئے بلایا جائے تو بتاؤ کہ سچ کیا ہے۔ بہت سارے اور حکم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نے دیئے ہیں۔ یہ سوچو کہ وقفِ نو صرف ٹائٹل نہیں ہے، دین کی خدمت کا جذبہ ہونا چاہئے۔ تم جو پڑھائی کرتے ہو اگر جماعت کو ضرورت ہوگی تو تمہیں جماعت کہے گی کہ ٹھیک ہے تم آجاؤ اور باقاعدہ وقف میں شامل ہوکر جماعت کا کام کرو۔ اور اگر فوری طور پر ضرورت نہیں ہے تو کہیں گے کہ فی الحال تم اپنا کام کرو لیکن اس صورت میں بھی ایک وقفِ نو جو ہے اس کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کی سب سے بڑی اوّلیت یہی ہے کہ اس نے دین کا خادم بننا ہے۔ اس کے لئے جہاں بھی ہے اس نے اپنا نمونہ قائم کرنا ہے۔ جس قسم کا کام بھی کر رہا ہے، اس نے اپنی دینی تعلیم کے مطابق عمل کرنا ہے۔

❁......اس کے بعد ایک واقفِ نَو خادم نے سوال کیا: عشاء کی نماز **میں اگر تین رکعت چھوٹ جائیں تو وہ تین** رکعت پڑھنے کے دو طریق ہیں۔ ایک یہ کہ سب سے پہلی **رکعت میں** کھڑے ہوتے **ہیں اور** دوسری میں **بیٹھتے ہیں اور تیسری میں سلام کرتے ہیں۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا: سوال بھی کر رہے ہو اور جواب بھی دے رہے ہو۔ اگر تمہاری تین رکعتیں چھوٹ جائیں تو پہلی رکعت میں تم کھڑے ہو۔ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھو۔ اور پھر بیٹھ جاؤ۔ پہلی رکعت میں ہی بیٹھ جاؤ۔ اور پھر کھڑے ہوکر دو رکعت پڑھو۔ اور پھر سلام پھیرو۔

❁......ایک نوجوان نے سوال کیا کہ مستقبل میں احمدی جب وزیرِ اعظم بن جائیں گے تو اس وقت خلافت کا سیاست میں کتنا اثر ہوگا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: مختلف قومیں جو دین میں شامل ہوں گی۔ کوئی افریقن ہوگا، کوئی یورپین، کوئی ایشین۔ یا مختلف ملکوں میں ہوں گے۔ جہاں تک ان کے حکومت کے معاملات کا تعلق ہے وہ اپنی حکومت کے کام چلائیں گے۔ جہاں دین کی گائیڈنس لینے کی ضرورت ہوگی، وہ خلافت سے اپنی گائیڈنس لیں گے۔ اس کے لئے بھی قرآن کریم نے حکم دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ ایسا ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکومتوں کے بارہ میں بھی ہمیں گائیڈ لائین دے دی کہ انصاف سے چلاؤ۔ اپنی امانتوں کا حق ادا کرو۔ اگر کوئی بھی ایک حکومت دوسری حکومت پر ظلم کرتی ہے، ایک احمدی حکومت دوسری ہمسایہ حکومت پر حملہ کر دیتی ہے۔ کہتی ہے کہ میں نے خلیفہ وقت کی بھی بات نہیں ماننی۔ اس وقت باقی جو مسلمان حکومتیں اس کے اردگرد ہیں، وہ اکٹھی ہوکر ظلم کو روکنے کی کوشش کریں گی۔ پھر اگر وہ رک جائے تو کوئی بے انصافی نہیں ہوگی۔ ایک حد تک روحانی گائیڈ لائین انہیں خلافت سے ملے گی۔ کچھ حد تک ان حکومتوں کو قرآن کریم کے حکموں کے تحت ہی خلیفہ وقت کی بات ماننی ہوگی اور اکٹھے ہوکر ظلم کو روکنا ہوگا تا کہ اس ملک کو سزا ملے جو ظلم پر آمادہ ہے۔

❁......ایک نوجوان نے سوال کیا کہ غیر احمدی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ کی 50 جلدیں لکھنے کا وعدہ کیا تھا مگر پانچ جلدیں لکھیں۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا جواب دے دیا ہے کہ جب پہلی چار جلدیں لکھی تھیں، تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ تواتر سے آپ کو کہنا شروع کر دیا کہ آپ مسیح موعود ہیں۔ پھر آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پاکر موقعہ کے لحاظ سے مختلف کتابیں لکھنی شروع کر دیں۔ اس کے بعد پھر موقعہ کے لحاظ سے غیروں سے مباحثے شروع ہوگئے۔ پھر ان مباحثات کے مطابق کتابیں لکھنی شروع کر دیں۔ تراسی چوراسی کتابیں لکھیں۔ عربی میں بھی لکھیں، اردو میں بھی لکھیں۔ ’’براہین احمدیہ‘‘ کی جو چار کتابیں لکھی تھیں وہ 1881ء سے لے کر تین چار سالوں میں لکھیں تھیں۔ آپؑ نے مزید لکھنے کا وعدہ اُس وقت کیا تھا جب آپؑ نے دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام نہیں دیا تھا۔ جب مسیح و مہدی کا مقام اللہ نے آپ کو دے دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی راہنمائی کی کہ فلاں Contemporary Issue پر لکھیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے خیال میں جو میں نے باتیں لکھنی تھیں، وہ ان چار میں آگئی ہیں۔ پھر پانچویں جلد جو لکھی، وہ 1905ء میں تحریر فرمائی۔ یہ بھی فرمایا کہ جو مضمون میں نے بیان کیے ہیں وہ اتنے بھاری ہیں کہ ایک مضمون میرے خیال میں دس جلدوں کے برابر ہیں۔ تو اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مضمون کے لحاظ سے پانچ ہی پچاس کے برابر ہوگئی ہیں۔ اصل مقصد یہ تھا کہ عیسائیت کے خلاف اسلام کا دِفاع کیا جاتا۔ وہ آپؑ نے اپنے تمام لٹریچر میں کر دیا۔ جو کہنا چاہتے تھے وہ کہہ دیا۔ پچاس کیا، اس کی جگہ پچاسی لکھ دیں۔ اسلام کے دِفاع میں جو لکھا جانا چاہئے تھا وہ آپؑ نے تحریر کیا۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ پانچ تھیں یا پچاس۔ سوال یہ ہے کہ ساری لکھ دیں اور اسی میں سارا کچھ سمو یا گیا۔

❁......ایک نوجوان نے سوال کیا کہ نماز پڑھتے وقت کبھی کبھی توجہ ہٹ جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر تمہاری توجہ کبھی کبھی ہٹتی ہے تو تم بڑے نیک آدمی ہو۔ ماشاء اللہ۔ اس میں کوئی بات نہیں۔ لیکن ہر دفعہ یہ نہیں کہ تم نماز کے لئے کھڑے ہو اور تمہیں یاد آجائے کہ ٹی وی پر فلاں پروگرام آنا ہے جو میں نے جاکر دیکھنا ہے اور پچھلی قسط کہاں ختم ہوئی تھی۔ یا کمپیوٹر پر فلاں کام کرنا ہے یا کوئی اور فضول خیالات آتے ہیں۔ تو یہ ٹھیک نہیں ہیں۔ لیکن اگر کبھی خیال آجاتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے حل کا یہ طریق بتایا ہے کہ نماز کے دوران جہاں سے کبھی تمہیں خیال آتا ہے، پھر تمہیں خیال آجائے کہ یہ مجھے غلط خیال آیا ہے۔ تو تم پہلے اعوذُباللّٰہ من الشّیطان الرجیم، پڑھو۔ اگر تم نے نیت باندھی ہوئی ہے اور تم رکوع میں نہیں گئے تو پھر دوبارہ اسی جگہ سے شروع کرو۔ بار بار اس دعا کو پڑھو اور اگر رکوع میں چلے گئے ہو تو توجہ کرو، استغفار کر کے اس خیال سے بچنے کی کوشش کرو۔ خیالات آجاتے ہیں۔ لیکن یہی جنگ ہے۔ نماز قائم کرنے کا حکم قرآن کریم میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ نماز قائم کرنے کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے بار بار خیالات آجاتے ہیں۔ تو جب بھی خیال آئے، ان خیالات کو چھوڑ کر نماز کی طرف توجہ کرو، یہ بھی نماز کو قائم کرنا ہے۔ کوشش کرو، آہستہ آہستہ جب انسان کوشش کرتا ہے تو عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر خیالات نہیں بھٹکتے۔

❁......ایک نوجوان واقفِ نَو نے سوال کیا کہ جب آپ گھانا گئے تھے تو آپ کو کیا مشکلات پیش آئی تھیں، سننے میں آیا ہے کہ وہاں پانی بھی بعض اوقات میسر نہیں ہوتا اور وہاں پر کتنے احمدی ہوگئے ہیں اب تک؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: میں تو وقف کر کے گیا تھا۔ مشکلات کیسی۔ مجھے تو کبھی احساس بھی نہیں ہوا کہ کچھ مشکل ہے۔ مشکل تو وہ ہوتی ہے کہ جب پیش آئے تو انسان سوچے کہ یہ مشکل ہے۔ پانی اگر نہیں تھا تو میں اپنی گاڑی پر ڈرم رکھ کر لے جاتا تھا اور کسی گندے تالاب سے ڈرم بھر کر لے آتا تھا اور گھر آکر صاف کر لیتا تھا۔ یا بعض دفعہ وہاں کام کرنے والے مل جاتے تھے، وہ خود ہی پانی ڈال جاتے تھے۔ تو یہ چھوٹی موٹی چیزیں وقف کے سامنے آتی ہیں۔ اس کو مشکل نہیں کہتے، اس کے لئے تیار ہوکر جانا چاہئے۔ جب زندگی وقف کی ہو تو پھر یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ یہ میرے لئے مشکل ہے۔

غانا میں میرا اندازہ ہے کہ کوئی ایک ملین سے زیادہ ہی ہوں گے۔ جب میں 80ء کی دہائی میں وہاں تھا تب جلسوں پر بھی حاضری بہت نہیں ہوتی تھی۔ آٹھ دس ہزار ہوتی تھی۔ لیکن 1981ء میں حکومت کی طرف سے جو مردم شماری ہوئی تھی، جن لوگوں نے اپنے آپ کو احمدی لکھوایا تھا ان کی تعداد بھی تین لاکھ سے زیادہ تھی۔ جب اس وقت تین لاکھ تھی تو اب تو بہت زیادہ بیعتیں ہوگئی ہیں۔ میں بہت محتاط اندازہ لگا رہا ہوں۔ شاید اس سے زیادہ ہی ہوں۔ اب تو ہر سال احمدی ہوتے ہیں اور ہزاروں میں ہوتے ہیں۔ کچھ بیعتیں ہوئی تھیں، آج سے پندرہ سولہ سال پہلے لیکن کیونکہ وہ دور دراز علاقوں میں تھیں تو ان سے رابطہ نہیں رہا۔ بعض مولوی نے ان کو ڈرا کر بھگا دیا۔ لیکن جب میری 2003ء میں خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد مربیان سے میٹنگ ہوئی تھی۔ میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ افریقہ میں جو بیعتیں ہوئی ہیں، ان سے رابطہ کیا جائے۔ ان کو واپس لے کر آئیں۔ جو نہیں ہیں ان کو تبلیغ

کرکے بتائیں۔ اب ہم چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں بھی بیعتیں کرواتے ہیں۔ کوشش کرتے ہیں کہ وہاں مسجد بن جائے۔ تا کہ ان کا رابطہ جماعت سے رہے۔ بعض دور دراز علاقے ہیں جہاں جانے کا کوئی طریق نہیں ہے۔ صرف جنگلوں میں ایک سائیکل کا راستہ بنا ہوا ہے۔ جس میں ایک آدمی جاسکتا ہے۔ وہاں کوئی گاڑی بھی نہیں جا سکتی۔ مجھے یاد ہے جب میں شمالی علاقہ میں تھا ہمارا اسکول وہاں تھا لیکن کوئی احمدی وہاں نہیں تھا۔ میں بس اکیلا احمدی تھا۔ پھر آہستہ آہستہ ایک لڑکا سکول میں آیا۔ پھر دو تین احمدی ہوگئے۔ پھر لوکل مشنری کو رکھا۔ پھر میرے بیوی بچے آگئے۔ جب میں نے پہلی عید پڑھی تھی، وہاں ہم تین آدمی تھے۔ لیکن کیتھولک چرچ بڑا خوبصورت تھا۔ میرے گھر میں تو مٹی کے تیل سے لیمپ جلتا تھا۔ بجلی بھی نہیں تھی۔ ان کے ہاں جنریٹر چل رہے ہوتے تھے۔ موٹر سائیکل حتّٰی کہ ہر چیز ان کو مہیا تھی۔ ہم نے اگر پھرنا ہوتا تھا تو سائیکل پر پھرتے تھے۔ میں نے دیکھا تھا کہ پادری موٹر سائیکل پر دور دراز علاقے میں پہنچ جاتے تھے۔ کیونکہ شمال میں اکثر مشرک لوگ رہتے ہیں۔ ٹریڈیشنل (Traditional) قبیلہ کے لوگ ہیں۔ ہمارے تو پہلے یہ حالات تھے لیکن اب اللہ کے فضل سے وہاں جماعت بن چکی ہے۔ اس علاقہ میں جہاں مشرک لوگ تھے وہ اسلام کے بہت مخالف تھے لیکن اب ان کے بڑے بڑے امام بھی مسلمان ہوگئے ہیں۔ اللہ کے فضل سے مسجدیں بھی بڑی بڑی ہیں۔ ایک ٹمالے شہر تھا میری رہائش سے ستّر میل دور کے فاصلہ پر تھا، وہاں چھوٹی سی مسجد ہوتی تھی۔ جس میں میرے خیال سے زیادہ سے زیادہ سو لوگ نماز پڑھ سکتے تھے۔ اب وہ ڈبل سٹوری مسجد ہے۔ اس مسجد کے دو ہال ہیں جو یہاں کی اِس مسجد کے ہال سے بڑے ہیں۔ تو جماعت ترقی کر رہی ہے تو بڑی بڑی مسجدیں بن رہی ہیں۔ لوگ آتے ہیں اور مسجدیں بھر جاتی ہیں۔ کئی کئی گاؤں وہاں پر بعد میں احمدی ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل سے جماعت بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔

❁ ......**ایک واقفِ نو طالب علم نے سوال کیا کہ بعض لوگ پڑھنے کے بعد اور اچھی نوکری ملنے کے بعد اپنے والدین کی امداد کرتے ہیں مگر جو جامعہ میں پڑھتے ہیں وہ اپنے والدین کی مدد کیسے کریں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: بات یہ ہے کہ ماں باپ نے اگر وقف اس لئے کیا تھا کہ وقفِ نو کا ٹائٹل مل جائے، بس یہ کافی ہے۔ لیکن اگر وقف حضرت مریمؑ کی والدہ کی طرح کیا تھا کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے مَیں اسے وقف کرتی ہوں، دین کی خاطر دیتی ہوں۔ انہوں نے یہ غرض نہیں رکھی تھی کہ دنیا کمائے گا، بلکہ دین کمائے گا۔ جو دین کمانے والے ہوتے ہیں۔ اگر وقفِ نو ہو تو یہ دیکھنا ہوگا کہ تمہیں وقف کرنا ہوگا تو پھر دنیا کو بھول جاؤ۔ پھر یہ بھول جاؤ کہ والدین کی مدد کرنی ہے۔ والدین کی مدد دوسرے بچے کرلیں۔ اگر کسی کے والدین اتنے غریب ہیں یا ایسی حالت میں ہیں کہ اور کوئی بچے بھی نہیں کہ ان کی مدد کریں تو پھر وقفِ نو جماعت کو لکھ کر اپنے آپ کو وقف سے فارغ کرلیں اور پھر دنیا کمائے۔ اصل وقفِ نو وہی ہے جو جماعت کی خدمت کر رہا ہے اور اسے پیسے کا کوئی لالچ نہیں ہے۔ اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ پیسے آتے ہیں یا نہیں آتے۔ اور وہ وہی لوگ ہیں جو وقفِ زندگی کرکے یا مربی بن کر یا مبلغ بن کر جامعہ میں پڑھ کر دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو ایم ایس سی کرکے، پی ایچ ڈی کرکے وقف کرتے ہیں۔ سکول کے ٹیچر لگے ہوئے ہیں۔ یا کوئی اور جماعت کا کام کر رہے ہیں۔ قادیان میں ہمارے بعض انجینئر ہیں، ربوہ میں بھی ہیں اور پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ڈاکٹر ہیں، بہت تھوڑے پیسے لیتے ہیں۔ پاکستان میں بعض ڈاکٹر ہیں، ہوسکتا ہے کہ اگر وہ باہر اپنی سروس کر رہے ہوں تو روز کے دو تین لاکھ روپے کمائیں۔ جبکہ یہ ڈاکٹر جماعت کا کام کر رہا ہوتا ہے تو اسے مہینہ کے بعد چند ہزار روپے ملتے ہیں۔ وقف کا مطلب یہ ہے کہ دین کی خدمت کرنی ہے، دنیا کو نہیں دیکھنا۔ اس لئے مدد کا تو سوال ہی نہیں۔ ہاں، اگر مدد کرنی ہے، ایسے حالات ہیں تو جماعت ظالم نہیں ہے، نہ خلیفہ وقت کوئی ظلم کرتا ہے، اس لئے اس شخص کو کہے گا، ٹھیک ہے، حالات ایسے ہیں تو تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرو۔ وقف سے تم فارغ ہو۔ وقفِ نو یا واقفِ زندگی دنیا نہیں دیکھتا بلکہ دین دیکھتا ہے۔ عہد کرتے ہو" میں دین کو دنیا پر مقدم کرتا رہوں گا"۔ تو اس کا کیا مطلب ہے، مقدم رکھنا کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ بس دین کو دیکھا جائے اور یہ نہ سوچا جائے کہ پیسے آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ کے فضل سے ابھی تو جماعت کے حالات بڑے اچھے ہیں۔ مبلغین اور مربیان کو الاؤنس ملتا ہے۔ مہینے کا گزارہ بھی ہو جاتا ہے۔ جو پرانے ہمارے مبلغین گئے تھے وہ تو اس طرح رہتے تھے کہ، بعض پرانے مبلغین نے مجھے بتایا ہوا ہے کہ، وہ بریڈ خریدتے تھے اور ایک دو ٹکڑے پانی کے ساتھ کھا لیتے تھے کیونکہ سالن نہیں ہوتا تھا۔ یہی ان کا کھانا ہوتا تھا۔ تو یہ وقف ہے۔ کیتھلک پادریوں کا میں نے بتایا تھا کہ ایک پادری سے میں نے پوچھا کہ تم وہاں جا کر کیا کرتے ہو۔ وہاں ایک قبیلہ تھا جس کی دس ہزار آبادی تھی اور وہ اپنی زبان بولتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم بائبل کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں تو میں وہاں جاتا ہوں، انہی لوگوں میں رہتا ہوں اور جو وہ کھاتے ہیں وہی

ہے، ایسے حالات ہیں تو جماعت ظالم نہیں ہے، نہ خلیفہ وقت کوئی ظلم کرتا ہے، اس لئے اس شخص کو کہے گا، ٹھیک ہے، حالات ایسے ہیں تو تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرو۔ وقف سے تم فارغ ہو۔ وقفِ نو یا واقفِ زندگی دنیا نہیں دیکھتا بلکہ دین دیکھتا ہے۔ عہد کرتے ہو" میں دین کو دنیا پر مقدم کرتا رہوں گا"۔ تو اس کا کیا مطلب ہے، مقدم رکھنا کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ بس دین کو دیکھا جائے اور یہ نہ سوچا جائے کہ پیسے آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ کے فضل سے ابھی تو جماعت کے حالات بڑے اچھے ہیں۔ مبلغین اور مربیان کو الاؤنس ملتا ہے۔ مہینے کا گزارہ بھی ہو جاتا ہے۔ جو پرانے ہمارے مبلغین گئے تھے وہ تو اس طرح رہتے تھے کہ، بعض پرانے مبلغین نے مجھے بتایا ہوا ہے کہ، وہ بریڈ خریدتے تھے اور ایک دو ٹکڑے پانی کے ساتھ کھا لیتے تھے کیونکہ سالن نہیں ہوتا تھا۔ یہی ان کا کھانا ہوتا تھا۔ تو یہ وقف ہے۔ کیتھلک پادریوں کا میں نے بتایا تھا کہ ایک پادری سے میں نے پوچھا کہ تم وہاں جا کر کیا کرتے ہو۔ وہاں ایک قبیلہ تھا جس کی دس ہزار آبادی تھی اور وہ اپنی زبان بولتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم بائبل کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں تو میں وہاں جاتا ہوں، انہی لوگوں میں رہتا ہوں اور جو وہ کھاتے ہیں وہی
کھاتا ہوں۔ زمین پر سوجاتا ہوں تا کہ ہم ان کی زبان سیکھ کر بائبل کا ترجمہ کریں۔ تو یہ واقفِ زندگی کی روح ہونی چاہئے۔ پیسہ کمانا واقفِ زندگی کی روح نہیں ہے۔

❁ ......**ایک نوجوان نے سوال کیا کہ حضور آپ نے تمام دنیا گھومی ہوئی ہے، آپ کو کونسی جگہ سب سے زیادہ پسند ہے؟**

حضور انور نے فرمایا: دنیا کی ہر جگہ اچھی ہے۔ یورپ میں بہت خوبصورتی ہے۔ اور سبزہ وہاں زیادہ ہے۔ یہاں بھی ویسٹ کوسٹ کا علاقہ کیلگری وغیرہ بہت خوبصورت ہے۔ لیکن یہاں ٹورانٹو کا جو علاقہ ہے، نیاگرا فالز کے علاوہ کوئی خوبصورت چیز مجھے قدرتی خوبصورتی کے لحاظ سے نظر نہیں آئی۔ ویسے لوگ بڑے اچھے ہیں۔ بڑے خوبصورت ہیں۔ ویسٹ افریقہ کا جو کوسٹل علاقہ ہے یا ایسٹ افریقہ کا علاقہ، وہاں بہت خوبصورتی ہے۔

❁ ......**ایک بچے نے سوال کیا آج کل سکول میں سب پارٹی کرتے ہیں۔ مجھ سے جب کوئی پوچھے کہ تم کیوں نہیں کرتے، تو میرا جواب کیا ہونا چاہئے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: کس نے کہا ہے کہ نہ کرو۔ برتھ ڈے (Birthday) پارٹیز منع کی ہوئی ہیں، ان کے علاوہ اپنے دوستوں کو بلاؤ، دعوت ان کی کرو۔ برتھ ڈے ہم نہیں مناتے۔ ہمارا طریقہ منانے کا الگ ہے جو میں کئی مرتبہ بتا چکا ہوں۔ تم اپنے دوستوں کو بلانے کی بجائے، کیک کاٹنے اور وقت ضائع کرنے اور پیسے لگانے اور مغرب عشاء کی نماز بھی چھوڑ دینے سے بہتر ہے کہ کسی صدقہ میں پیسے دو۔ Save the Children Charity ہے، اور دوسری Charity بھی ہے جو یتامیٰ کو پالتے ہیں، دوسرے بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں۔ دو نفل پڑھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق دی۔ وقفِ نو کو تو خاص طور پر یہ کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دی کہ میرا ایک سال اچھا گزر گیا۔ آئندہ بھی اللہ گزارے اور مجھے نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس طرح سے اپنی برتھ ڈے مناؤ۔ تم کہو کہ ہم اس طرح مناتے ہیں۔ ہاں ایک دوسرے کی دعوت کرنی چاہئے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعوتیں کرو اور دعوتیں قبول کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے۔ یہ نہیں کہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ تھلگ کرلو۔ ہم نے اپنے آپ کو الگ نہیں کرنا۔ دنیا میں رہنا ہے لیکن اپنی دین کی خوبیاں بتا کر رہنا ہے۔ دوستی بڑھاؤ گے تو تبھی تمہاری کوئی بات سنے گا۔ تبھی تم تبلیغ کرسکو گے۔

❁ ......**ایک نوجوان نے سوال کیا کہ دہریہ یہ سوال کرتا ہے کہ عورت کبھی خلیفہ کیوں نہیں بنتی، اس سے لگتا ہے کہ مذہب میں مردوں کی طاقت ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ دہریہ کا سوال تو نہیں ہے۔ اگر عورت خلیفہ بن جائے گی تو کیا وہ خدا کو مان لیں گے۔ سوال یہ ہے کہ عورت کیوں نہیں بن سکتی؟ یہ بھی تو سوال ہے کہ عورت نبی کیوں نہیں بن سکتی؟ یہ سوچ کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین کے اصول مقرر کئے ہیں، ان میں سے یہ ہے کہ انبیاء ہمیشہ مردوں میں سے آتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کے نائبین ہوتے ہیں جو خلفاء ہوتے ہیں وہ بھی مردوں میں سے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کا قانون چل رہا ہے۔ دوسرا عورتوں کے بعض دن ایسے ہوتے ہیں، اسلام کے مطابق جن میں انہیں نماز پڑھنے سے رخصت ہے۔ قرآن کریم پڑھنے سے رخصت ہے۔ تو کیا ان دنوں میں وہ دینی کاموں سے رک جائیں گے۔ عورت کہے گی کہ آج تو مجھ پر پابندیاں ہیں۔ نہ میں تم کو کوئی دعا سکھا سکتی ہوں۔ نہ نماز پڑھا سکتی ہوں، نہ قرآن کریم کی کوئی بات سکھا سکتی ہوں۔ یہ سسٹم تو چل نہیں سکتا۔ ایک سہولت عورت کو دی ہوئی ہے، اس کی مجبوری کی وجہ سے۔ باقی جو نیکی کے کام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں مردوں اور عورتوں کو برابر کا ثواب دیا ہے۔ مرد کو تیس دن پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم ہے، عورت کو تیئس یا پچیس دن نمازیں پڑھ لے تو اسے مرد جتنا ثواب ہے۔ یہ تو عورتوں کے حق میں بات جاتی ہے۔ اسی طرح اور بہت ساری باتیں ہیں۔ عورتوں کو اللہ نے نہیں

کہا کہ تم جہاد کرو، اگر کہیں لڑنا پڑے، کہیں جہاد پر جانا پڑے، اسلام کی دفاعی جنگیں ہوئیں لیکن جب ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مرد جہاد پر جاتے ہیں تو اس کا ثواب بھی بڑا ہے تو کیا ہمیں بھی ثواب ہوگا کہ ہم گھروں میں رہتی ہیں اور بچوں کو سنبھالتی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بھی جہاد کا ثواب ملے گا۔ جو ڈیویژن آف لیبر (Divison of Labour) اسلام میں ہے، اس میں مردوں کو خاص اور عورتوں کو خاص کام دیئے گئے ہیں۔ دونوں کو ثواب ایک جتنا دیا گیا ہے۔ یہ اصول تو ہر جگہ مقرر ہیں۔ دنیا کے اصولوں میں بھی مقرر ہیں۔ اسلام نے اگر کام کو تقسیم کر دیا تو اس پر ان کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ یہ صرف اعتراض کی باتیں ہیں۔ باقی دہریہ تو مذہب پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مذہب کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہر ایک بات کا اصول ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں میں نے ایک تقریر میں بھی ذکر کیا تھا۔ جو بھی پڑھانے والے ہیں اور دنیا کے لوگ ہیں وہ مانتے ہیں کہ جب تک مذہب نہیں آیا تھا، اخلاق بھی نہیں آئے تھے۔ مذہب نے آکر اخلاق دیئے۔ ان فلاسفر یا دہریوں نے اگر کوئی اخلاق لئے ہیں تو انہیں سے لئے ہیں۔ جب غیر مہذب لوگ تھے، جنگلوں میں یا غاروں میں لوگ رہتے تھے۔ اس وقت کیا اخلاق تھے، جانوروں کی طرح رہتے تھے۔ بلکہ یہ لوگ فلمیں بھی بناتے ہیں کہ جانوروں والی حرکتیں کر رہے ہیں۔ یہ اخلاق مذہب نے سکھائے ہیں۔ مذہب پر اعتراض اب اس لئے کرتے ہیں کہ پابند نہیں رہنا چاہتے۔ یہ مذہب کو جانتے ہی نہیں، اس کو دیکھا اور سمجھا ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کسی چیز کا علم نہ ہونا اور اس کو نہ دیکھنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس چیز کا وجود ہی نہیں ہے۔ پاکستان میں ایک گاؤں یا قصبہ ہے، منڈی بہاؤالدین، اگر کسی کینیڈین نے نہیں دیکھا تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ نہیں ہے۔ اگر وہ کہے کہ اس شہر کو نقشے میں ایسے ہی ڈال دیا ہے۔ تو اسے لوگ پاگل ہی کہیں گے۔ اسی طرح جس نے مذہب سے تعلق ہی پیدا نہیں کیا، کچھ دیکھا اور سیکھا ہی نہیں اس کو پتہ ہی نہیں کہ مذہب کیا چیز ہے، اس کو پتہ ہی نہیں کہ اللہ کیا چیز ہے۔ اور اس کے لئے اس نے کبھی کوئی کوشش ہی نہیں کی۔ اس کا اعتراض کر دینا کہ کوئی خدا ہے ہی نہیں۔ بیوقوفی کی باتیں ہیں۔ ''ہمارا خدا'' جو کتاب ہے، آپ نے پڑھی ہے؟ انگریزی میں اس کا نام Our God ہے۔ اسے ضرور پڑھو۔ ہر وقفِ نو کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے کیونکہ آج کل دہریت کا زور ہے۔ پھر یہ جو اعتراض کرنے والے ہیں۔ ان کو اگر دلیل سے جواب دو، تو بات نہیں کرتے۔ Richard Dawkins جو مشہور دہریہ ہے۔ ہمیشہ خدا پر اعتراض کرتا رہتا ہے۔ اسے میں نے تفسیر کبیر کا انگریزی کا سیٹ اور خلیفہ رابعؒ کی کتاب Revelation and Rationality بھجوائی اور کہا کہ یہ پڑھ کر بتاؤ کہ خدا ہے کہ نہیں۔ تو اس کا جواب یہ تھا کہ مجھے کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، میں نہیں مانتا۔ پھر حضور انور نے فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہمیں کہتے ہیں کہ ان کی کتابیں پڑھیں اور جب ہم کہتے ہیں کہ ہماری کتابیں پڑھو تو کہتے ہیں کہ ہمیں ضرورت نہیں۔ میں نے یہ تمام کتابیں امام عطاء المجیب راشد صاحب کے ذریعہ بھیجی تھیں۔

❁...... ایک نوجوان نے سوال کیا کہ کیا آپ کینیڈا جماعت سے خوش ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ناراضگی کی کوئی وجہ ہے؟ اگر خوش نہیں ہوں تو ناراضگی کی کوئی وجہ ہونی چاہئے۔ کیا تمہیں کوئی وجہ نظر آتی ہے؟ اگر ناراضگی کی کوئی وجہ نہیں تو بلاوجہ میں نے ناراض کیوں ہونا ہے۔ میں نے تو جلسہ پر ڈیوٹی دینے والوں کی تعریفیں کر دی ہیں۔ بس تمہاری بھی تعریف کر دی ہے جن لوگوں نے ڈیوٹی دی ہے۔

❁......ایک طفل نے سوال کیا کہ کیا Genetic Modifcation جو انسانیت کے لئے فائدہ مند ہے، غلط ہے، اگر ہے تو کیوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: کسی بیماری کا اگر علاج کرنا ہے تو وہ درست ہے۔ لیکن Cloning کی اجازت نہیں ہے یا کسی کی شکل بدل دینا بھی درست نہیں ہے۔ اگر Stem Cell یا کسی اور Tissue کے ذریعہ سے ٹھیک کرنا ہے تو جائز ہے۔ ماں کے پیٹ میں جب embryo ہو تو اس کا علاج کرنا بھی جائز۔ جو ناجائز ہے وہ یہ ہے کہ کسی چیز کی شکل نہیں بدلنی جو Cloning ہے۔ دوسری چیز ناجائز یہ ہے کہ خاوند اور بیوی کے نطفہ سے ہی پیدائش ہوسکتی ہے، کسی غیر مرد کے نطفہ کو عورت سے ملانا کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

❁......پھر اسی بچہ نے دوسرا سوال کیا کہ پھل، سبزیاں اور اناج کو Genetically Modified کرنا جائز ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: بہت سارے جو پھل سبزیاں ہیں وہ اس طرح سے تیار کی جاتی ہیں۔ تو تم کر سکتے ہو۔ مثلاً گندم، اس کی کاشتکاری آج سے پچاس سال پہلے ایک ایکڑ پر اڑھائی سو کلو ہوتی تھی۔ تو آج وہ ہزار یا دو ہزار کلو ایک ایکڑ پر ہوتی ہے۔ تو اس کو انہوں نے اسی طرح ہی تیار کیا ہے۔ اسی طرح انسانوں میں بھی اگر Genetically اس کی بیماری کا علاج کیا جاسکتا ہے تو وہ جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے ان کے پاس مختلف طریقے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: تم ریسرچ میں جاؤ تو Genetics میں ماسٹر کرو اور پی ایچ ڈی کرو اور پھر ریسرچ کرو۔